ہفتہ واری جداریے بنام تجلیات امجد میں شائع ہونے والے مقالات کا حسین مجموعہ

تجلیات امجد

بموقع شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شب ۲۷ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

شمارہ نمبر ۲

ناشر امجدی مشن

طلبۂ گھوسی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفتہ واری جداریے بنام تجلیاتِ امجد میں شائع ہونے والے مقالات کا حسین مجموعہ

تجلیات امجد

بموقع معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بفیض روحانی

فقیہ اعظم ہند خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ
مفتی الشاہ حکیم **محمد امجد علی اعظمی** قدس سرہ العزیز
مصنف بہار شریعت

زیر سرپرستی

سلطان الاساتذہ ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر
حضرت علامہ **مفتی ضیاء المصطفی** قبلہ قادری
مدظلہ العالی سربراہ اعلیٰ طیبۃ العلماء جامعہ
امجدیہ رضویہ گھوسی

مرتبین:
حافظ محمد آصف امجدی
محمد مصطفیٰ رضا امجدی

تزئین کار:
ابو شحمہ قادری امجدی
عبدالقادر امجدی

ناشر

امجدی مشن

طلبۂ گھوسی طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

آئینۂ تجلیاتِ امجد

نمبر شمار	مضامین	قلم کار	صفحہ

نوٹ: اگر کوئی خامیاں نظر آئے تو اطلاع کریں!

8960740985
9616937216
9889835026

ماہ رجب کی خصوصیات

ثاقب رضا امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

واضح رہے کی ماہ رجب، شعبان اور رمضان، بڑی عظمت اور فضیلت کے حامل ہیں اور بہت ساری روایتوں میں ان کی فضیلت بیان کی گئی ہیں ۔ خود اللہ رب العزت اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموات والأرض منها اربعة حرم

ترجمہ: بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں ۔

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رجب میری امت کے لیے استغفار کامہینہ ہے، پس اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ طلب مغفرت کرو کہ خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے ۔ رجب کو اصب بھی کہاجاتا ہے کیونکہ اس ماہ میں میری امت پر خدا کی رحمت بہت زیادہ برستی ہے ۔ پس اس ماہ میں بہ کثرت کہا کرو

استغفر الله واسعله التوبح

"میں خدا سے بخشش چاہتا ہوں، اور توبہ کی توفیق مانگتا ہوں"

حضرت مکحول روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء سے ماہِ رجب کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

تو نے ایک ایسے مہینے کے تعلق سے سوال کیا ہے جسے جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت و بزرگی حاصل تھی اور اسلام نے تو اسکی فضیلت و کرامت میں چار چاند لگا دیا۔ لھٰذا جو کوئی ثواب حاصل کرنے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے ایک دن نفلی روزہ رکھے تو اس دن کا روزہ اللہ تعالیٰ کے قہر کی آگ کو ٹھنڈی کر دے گا۔ جہنم کا ایک دروازہ اس پر بند ہو جائے گا۔ اگر وہ زمین بھر سونا صدقہ و خیرات کرتا تو بھی اس کے ثواب کے برابر نہیں ہو پاتے ، اور دنیا کی کوئی بھی چیز اس کے ثواب کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی، اور اسے افطار کے وقت میں مقبول دعائیں عطا کی جاتی ہیں کہ اگر وہ دنیائے فانی کے تعلق سے کوئی بھی دعا کرے فورًا عطا ہو ورنہ اس کے بدلے میں نیکیاں دے کر اسے خوش کر دیا جائے گا۔ سب سے افضل دعا وہ ہوتی ہے جسے اللہ کا کوئی ولی اور اسکا محبوب کرے۔

جس نے دو دن کے روزے رکھے اسے ان فضائل کے ساتھ ساتھ دس ایسے صدیقین کا بھی ثواب عطا کیا جائے گا جن کی ساری عمر تقویٰ و طہارت میں گزری۔ اور انہیں کی طرح یہ بھی شفاعت کرے گا، اور انہیں کی جماعت میں ہوگا، پھر انہیں کے ساتھ دوست بن کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔

جس نے تین دن کے روزے رکھے اسے ان ثوابوں کے علاوہ پروردگار بوقتِ افطار یہ فرمائے گا، میرے بندے نے عبادت کا حق خوب ادا کیا اور میری محبت اس پر مہربان ہوگئ ہے۔ اے فرشتوں کی جماعت! گواہ رہنا میں نے اس کے سارے اگلے، پچھلے گناہ معاف کردئے ہیں۔

اور جس نے پورے مہینے روزے رکھے تو ان فضیلتوں کے ساتھ ساتھ اس کا تیس گنا زیادہ عطا ہو گا۔

حضرت ابو صالح کہتے ہیں کہ کوئی یہودی حضرت عبداللہ ابن عباس کی بارگاہ میں آکر عرض کرنے لگا: اے ابن عباس! میرا ایک سوال ہے اگر آپ اس کا جواب دے دیں تو میں سمجھوں گا کہ ہاں واقعی آپ ابن عباس ہیں۔ آپ نے کہا: کیا سوال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ماہِ رجب کو رجب اور شعبان کو شعبان کیوں کہتے ہیں؟
آپ نے فرمایا: رہی بات رجب کی تو اس مہینے میں ماہِ شعبان کے لئے ڈھیروں نیکیاں جمع کی جاتی ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اس کا ایک نام "اصم" بھی ہے۔ کیوں کہ اس مہینے میں حمد و ثناء کی آوازیں اس قدر زوروشور سے بلند ہوتی ہیں کہ فرشتوں کے گوشِ مبارک جیسے سُن ہو جاتے ہیں۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
من صام ثلاثة ایام من کل شهر حرام الخمس والجمعة والسبت کتب له عبادة سبع مائة سنة
یعنی جو شخص ہر عظمت والے مہینوں میں جمعرات، جمعہ، اور سنیچر تین دن روزے رکھے تو اس کے نامہ اعمال میں سات سو سال کا ثواب لکھا جائے گا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صام یوماً من شھر حرام کتب اللہ لہ بکل یوم شھرًا و من صام ایام العشر کان لہ بکل یوم حسنۃ

یعنی جس نے چار مقدس مہینوں میں کسی ایک دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ ہر دن کے بدلے ایک ماہ روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا، اور جس نے دس دن روزے رکھے تو اسے ہر دن کے بدلے ایک نیکی کا ثواب دیا جائے گا۔

حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ماہِ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ اس مہینے میں گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح پت جھڑ کے موسم میں درخت سے پتیاں جھڑ جاتی ہیں۔ ماہِ شوال کو شوال اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بھی گناہوں کو ایسے ہی جھاڑ دیتا ہے۔ شعبان کو شعبان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں رزق کی کثرت ہو جاتی ہے۔اور رجب کو رجب اس لئے کہتے ہیں کہ اس مہینے میں فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سن کر بندوں پر رشک کرتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ ہلالی خالد بن معدان سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سال کے اندر پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جو شخص امیدِ ثواب اور تصدیق عہد کے ساتھ ان پر مداومت برتے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔ ماہِ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان کی شب، شب عید، شب بقر عید اور شب عاشورہ کہ ان کی راتوں میں رب کو منانے کے لئے قیام کرے اور دن میں روزہ رکھے۔

حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے ستائیسویں رجب کر روزہ رکھا اللہ اسے ساٹھ مہینوں کے روزے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں حضرت جبرائیل نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیغامِ رسالت لے کر اترے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(من بلغہ عن اللہ شیٔ من فضیلۃ فأخذ بہ ایمانًا باللہ ورجاء ثوابہ اعطاہ اللہ ذلک وان لم یکن کذلک)

یعنی جسے اللہ کے فضل و کرم سے متعلق کوئی بات پہنچی اور اس نے صرف ثواب کی امید پر اور اللہ کی ذات پر پورا بھروسہ کرتے ہوئے اسے عمل میں لایا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کے اجر سے اسے محروم نہ فرمائے گا اگرچہ وہ چیز حقیقتاً ویسی نہ تھی۔

(والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین)

واقعہ معراج قرآن وحدیث کی روشنی میں

محمد عدنان رضا امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج میں خالق کائنات جل جلالہ کے قرب خاص میں تجلیات و انوار کا مشاہدہ کیا۔ اور رازو نیاز کے جو پیغامات انہیں عطا ہوئے وہ مخلوق کی عقل سے بالا تر ہیں اس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وھو بالافق الاعلی ° ثم دنا فتدلی ° فکان قاب قوسین او ادنٰی ° فاوحی الی عبدہ ما اوحی

۲۷ (پارہ/ النجم)

(ترجمہ) وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس حبیب کریم میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندۂ خاص پر جو چاہا وحی فرمائی۔

علامہ بغوی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ثم دنا الرب جل جلالہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتدلی °

(معالم التنزیل /سورہ النجم، تحت الآیہ ۸)،۹

"اللہ تعالی اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوا تو وہ بھی اپنے رب تعالی سے قریب ہو گئے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مازاغ البصر وماتغی ٥لقد رأی من اٰیٰت ربہ الکبری
(پارہ ۲۷/ النجم)
اس حبیب کریم کی آنکھ نہ کسی طرح پھری نہ حد سے تجاوز کیا یقینا اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔
یہ حُضُور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان اور اللہ کی دی ہوئی طاقت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالی کا قرب خاص حاصل کیا انوار و تجلیات کے نظارے کیے جنت و دوزخ اور عالم ملکوت کے عجائبات کا مشاہدہ فرمایا ،انبیاء و ملائکہ سے ملاقات کی لیکن نہ تو آپ کی آنکھیں ان انوار کی چمک دمک سے خیرہ ہوکر چندھیائیں نہ بند ہوئیں نہ جھپکیں نہ دل گھبرایا بلکہ جی بھر کے دیدار کیا۔

واقعہ معراج حدیث کی رشنی میں

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حُضُور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "رأیت ربی" میں نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا۔
(مسند الامام احمد، مسند عبداللہ بن عباس)
امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ "خصائص کبریٰ " اور علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ علیہ "تیسیر شرح جامع صغیر" میں فرماتے ہیں کہ " یہ حدیث بسند صحیح ہے "
(الخصائص الکبریٰ/ باب خصوصیتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاسراء)

نیز حُضُور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مبارک کو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے (رؤیت کی نفی سے متعلق) قول پر فوقیت حاصل ہے۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ، حُضُور سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

ان اللہ تعالیٰ أعطی موسیٰ الکلام، وأعطانی الرؤیت،

وفضلنی بالمقام المحمود، والحوض المورود

" بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی، اور مجھے اپنا دیدار عطا کیا، اور مجھ کو شفاعت کبریٰ و حوض کوثر سے فضیلت بخشی" (کنز العمال)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلندیوں کو طے فرماکر قاب قوسین او ادنیٰ کی منزل اعلیٰ پر تشریف فرما ہوئے، تو قرب خدا وندی میں آداب کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے عرض کی "التحیات للہ والصلوات والطیبات " ہماری قولی، فعلی اور مالی تمام عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ خالق کائنات جل جلالہ نے تحفۂ سلام قبول فرما کر مہمان معراج کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں!"

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح عرض کی

"السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین "

ہم پر بھی سلام ہو اور تیرے نیک بندوں پر بھی پھر امعالمِ بالا کے فرشتوں نے یہ صدا بلند کی

اشہدأن لاالہ الااللہ، واشہدأن محمداعبدہ ورسولہ

پھر سلام و جواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی گفتگو فرمائی جس میں کچھ راز تھے، کچھ خبریں تھیں ، اور کچھ احکام۔

(التفسیرات الاحمدیہ)

حضرت سیدنا محمد بن کعب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ؟ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (رأیتہ بفؤادی مرتین)

(تفسیر ابن کثیر)

میں نے اللہ تعالیٰ کو دو بار دل سے (تصدیق قلب کے ساتھ) دیکھا

اس کے بعد سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی(ماکذب الفؤادمارای) دل نے جھوٹ نہ کہا جو (آنکھ نے) دیکھا یعنی جو آنکھ سے دیکھا، دل نے بھی اس کی تصدیق کی۔

واقعہ معراج اور مخالفین کے اعتراض کا جواب

محمد ابو سعید امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ھوالسمیع البصیر

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصی تک جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ بہت زیادہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

کامل بندگی کی منزل مردِ مومن کی وہ آرزو ہے جس کے حصول کے لئے وہ اپنی زِندگی کا ہر لمحہ حکمِ خدا کے تابع کر لیتا ہے، اِس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ پروردگارِ عالم کی کامل بندگی اِیمان میں کامل ہوئے بغیر نہیں ملتی، اور اِنسان اِیمان میں کامل اُس وقت ہوتا ہے جب وہ سراپا عشقِ اِلٰہی میں ڈُوب جاتا ہے۔ جب بندگی اُس کے سر کا تاج ٹھہر جاتی ہے اور اُس کا دِل توحیدِ اِلٰہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ بندگی دراصل رضائے الٰہی کے لیے خود کو قربان کرنے کا نام ہے۔

اسلامی تاریخ کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے، اور اسی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔

اکثر ومعتبر روایات کی رو سے واقعہ معراج ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ حدیث اور اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بکثرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے جن کی تعداد ۲۵ تک پہنچتی ہے، ان میں مفصل ترین روایت حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صعصعہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ ابن عباس، حضرت ابو سعید خدری، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت عائشہ، اور متعدد دوسرے صحابہ نے اس کے بعض اجزاء کو بیان فرمایا ہے۔

قرآن مجید یہاں صرف مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک حضور کے تشریف لے جانے کی تصریح کرتا ہے، اور اس سفر کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالٰی سب سے مقرب بندے کو یعنی (آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو) اپنی کچھ نشانیاں دکھانا چاہتا تھا۔

معراج کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے مختصر حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصٰی اور مسجد

اقصیٰ سے سدرۃ المنتہی اور اس کے آگے جہاں تک باری تبارک و تعالیٰ نے چاہا آپ تشریف لے گئے اور عرش وکرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، وغیرہ آیات کبریٰ کا مشاہدہ فرمایا۔

اور رب العرش کے دیدار اور اس کی بے انتہا نوازشوں اور لا تعداد عنایتوں سے سرفراز ہو کر واپس تشریف لائے۔

جب ابو جہل کو واقعہ معراج کے بارے میں پتا چلا تو دوڑتا ہوا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کیا تم نے سنا تمہارے دوست محمد کہ رہیں ہیں کہ رات کو وہ بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کر کے واپس بھی آگئے کیا یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے کیونکہ ان کی زبان پہ جھوٹ نہیں آسکتا اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

واقعہ معراج پر دور صحابہ سے لیکر آج تک تمام اہل حق کا اتفاق رہا ہے۔ کفار ملحدین کے سوا کوئی بھی واقعہ معراج کا منکر نہیں ہوا۔

ایک تعجب خیز سانحہ یہ ہے کہ پٹرول سے چلنے والا انسان کا بنایا ہواایک انجن سیکڑوں مَن لوہے کو لیکر ہوائی جہاز

اور راکیٹ ہزاروں فٹ کی بلندی پر چند منٹوں میں اڑا کر لیجاتا ہے۔
اور ایک گھنٹے میں ہزاروں میل کی رفتار سے فضائے آسمانی میں اڑتا ہے اس پر نہ کسی کو تعجب ہوا نہ ہی انکار مگر پوری کائنات عالم کو پیدا کرنے والا خدا جو قادر مطلق خالق برحق ہے اگر اپنے نورے خاص سیّاہِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرش سے عرش تک اور عرش سے فرش تک چند ساعتوں میں سیر کراتا ہے تو سائنس کے غلام عقل کے گھوڑے پر سوار تعجب و انکار کا جھنڈا لہرانے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معراج کو ہماری عقل تسلیم نہیں کرتی ہے تو میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری عقل کی بساط اور حقیقت ہی کیا ہے جو تم اتنا ناز کرتے ہو دنیا میں ہزاروں ایسے ہیں جہاں تک تمہاری عقل رسائی نہیں ہو سکتی ہے۔
مگر تم ان حقیقتوں کا انکار نہیں کر سکتے دیکھو بچہ بچہ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ انسان ایک نطفہ سے پیدا ہوا ہے مگر واللہ بتاؤ کیا تمہاری عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ ایک قطرہ نجس سے پیکر و جمیل انسان پیدا ہو سکتا ہے؟ تمہاری عقل ہرگز ہرگز اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی ہے مگر تم اس بات کو مانتے ہو یہاں تمہاری ہماری عقل یہی کہ کر

خاموش ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالٰی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے لہذا وہ قادر ہے ایک قطرہ نجس کو پیکر و جمیل انسان کی صورت بخش دے۔

تو یہاں بھی تمہاری عقل کو یہی کہنا پڑے گا کہ وہ قادر مطلق جو چاند سورج اور ستاروں کو نہایت ہی تیزی سے چلاتا ہے اور ہمارے آنکھوں کی نور کی شعاؤں کو ایک سیکنڈ میں ہزاروں میل کی بلندی تک پہنچا دیتا ہے۔

وہ قدرت والا خدا اس بات پر بھی قادر ہے کہ چند ساعتوں میں اپنے محبوب کو فرش سے عرش تک اور عرش سے فرش تک کی سیر کرا دے۔

مشرکین نے بھی قیامت کے ذکر کو سن کر یہی کہا تھا

اذا متنا و کنا ترابا ذالک رجع بعید

یعنی یہ بات عقل سے بہت بعید ہے کہ ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھیں گے خالق عالم نے ان قیامت کے منکروں کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

اولم یر انسان انا خلقنہ من نطفۃ فاذا ہو خصیم المبین

کیاانسانوں نے یہ نہیں دیکھا اس کو ہم نے پانی کی دو بوندوں سے پیدا کیا پھر وہ ہم سے جھگڑنے لگا ہے۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ

اور ہمارے لیے کہاوت کہتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا

قَالَ مَنْ یُّحیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیمٌ

کہتا ہے کہ ایسا کون ہے جو گلی سڑی ہڈیوں کو دوبارہ زندہ کر دے

قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْ اَنْشَاَھَا اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیمٌ

اے محبوب: تم فرما دو کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے مطلب یہ ہے کہ نطفہ کو خلاق عالم انسان بنا دیتا ہے یہ بھی تو تمہاری عقل میں نہیں آ سکتا۔

مگر تم مانتے ہو کہ خالق کائنات ایسی قدرت والا ہے کہ نطفہ کو زندہ انسان بنا دیتا ہے تو پھر یہ بھی مان لو کہ جو خدا نطفہ کو انسان بنا سکتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ اپنے پیارے حبیب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عرش سے فرش تک اور فرش سے عرش تک کی سیر کرا دے

بس خدا کی قدرت پر ایمان لاؤ اور عقل کے مداری کا تماشہ مت بنو کیوں؟ اس لیے کہ

عقل عیّار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ واعظ ہے نہ ملّا نہ فقیہ

واقعہ معراج اور کلام اعلیٰ حضرت

عمران احمد امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پہ جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے

اللہ تبارک و تعالی نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیاں اور معجزات عطا فرمایا ہے، انہیں معجزات میں سب سے عظیم الشان معجزہ معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کو اللہ تبارک و تعالی نے قرآن مجید میں سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو عظمت والی رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، کون سی مسجد اقصیٰ؟ الذی بر کنا حولہ جس کے چاروں طرف اللہ نے برکت رکھی، کیوں؟ لنریہ من آیاتنا تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں انہ ھو السمیع البصیر یقیناً وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔

یہ شان تمہاری ہے آقا، تم عرش بریں پر پہنچے ہو
ذیشان نبی ہیں سب لیکن معراج کا دولہا کوئی نہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے واقعہ معراج کے آغاز میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بینا انا نائم عشاءً بالمسجد الحرام اذا اتاحنی اٰت فألقظنی فاستیقضتُ

میں ایک مرتبہ مسجد حرام میں سویا تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے جگایا تو میں بیدار ہو گیا۔

(در منثور بروایت ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی وغیرہ جلد ۵ صفحہ ۱۹۵)

اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو معراج کو خواب کا قصہ قرار دیتے ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرما دیا کہ مجھے کسی نے آکر جگایا تو میں جاگ گیا، تو پھر معراج کو قصۂ خواب کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

سبحان اللہ ۔ قربان جاؤں کہ ادھر موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ اپنے رب سے ملنے کو کوہ طور پر چل کر جاتے ہیں اور وہاں چالیس روز کا چلہ کرتے ہیں تب شرف ہم کلامی نصیب ہوتا ہے، مگر دیدار پھر بھی حاصل نہیں ہوتا، ادھر آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو محو خواب ہیں اور فرشتے آکر جگاتے ہیں اور براق پر بیٹھا کر سر عرش لے جاتے ہیں ۔

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہارے خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

تبارک اللہ ہے شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتیت بالبراق وھو دابته ابیض طویل فوق الحمار ودون البغل یضع مامزہ حین منتھی فدمه فرکبته حتی اتیت بیت المقدس

یعنی میرے پاس براق لایا گیا وہ سفید رنگ کا ایک لمبا جانور ہے گدھے سے بڑا اور کھچر سے چھوٹا وہ اس جگہ اپنے قدم رکھتا ہے جہاں اس کی نظر پڑتی ہے تو میں اس پر سوار ہو گیا اور بیت المقدس پہنچا۔

(مسلم شریف کتاب الایمان حدیث نمبر ۲۵۹)

یاد رہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا جا محض آپ کے اعزاز و اکرام کے لئے ہے ورنہ اس کی کوئی حاجت نہیں تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوت روحانی سے جہاں چاہیں جا سکتے ہیں مگر اللہ رب العزت نے چاہا کہ اپنے حبیب کو ایک شاندار سواری پر سوار کیا جائے، ساتھ میں فرشتے بطور خدام ہوں،

اور آپ کو انتہائی عزت و افتخار کے ساتھ لایا جائے۔ اسی واقعے کو امام اہلسنت اپنے نعتیہ اشعار میں کہتے ہیں

باغ عالم میں باد بہاری چلی
سرور انبیاء کی سواری چلی

حسن ذوق طلب ہر قدم ساتھ ہے
دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے
سر پر نورانی سہرے کی کیا بات ہے
شاہ دولھا بنا آج کی رات ہے

بیت المقدس میں امامت انبیاء:

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے واقعہ معراج میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کوہ طور، بیت لحم میں نماز ادا کرنے کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں،

ثم دخل بیت المقدس فجمع لی الانبیاء علیھم السلام فقدمنی جبرئیل حتی اممتھم

پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا وہاں تمام انبیاء علیہم السلام میرے لیے جمع کیے گئے تو جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھے آگے کردیا چنانچہ میں نے انہیں نماز پڑھائی۔

گویا بیت المقدس میں سب انبیاء کو استقبال مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمع کیا گیا۔

کیا شان ہے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
اسی کو امام اہلسنت اپنے نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر، عیاں ہوں معنی اول آخر
کی دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا، نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

سدرہ پر فرشتوں کا دیدار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرنا

قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ عندسدرۃالمنتہیٰ.عندھا جنۃُالماویٰ. اذایغشی السدرۃمایغشیٰ
سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے قریب جنت الماویٰ ہے جب سدرہ کو ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا تھا۔
اس کی وضاحت میں یہ حدیث قابل غور ہے۔ امام عبد بن حمید نے سلمہ بن وہرام سے۔ اذایغشیٰ السدرۃمایغشیٰ کے تحت روایت کیا کہ لے فرشتوں نے اللہ رب العزت سے اذن مانگا کی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہتے ہیں ۔ اللہ نےاذن دیا تب فرشتوں نے درخت سدرۃ المنتہیٰ پر چڑھ کر اسے ڈھانپ لیا تاکہ وہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکیں ۔
گویا شب معراج ہر فرشتے کی تمنا تھی کی وہ ایک جھلک

شب اسریٰ کے دولہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک حاصل کرے۔

اسی واقعہ کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

چلا وہ سرور چمن خراماں
نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں

پلک جھپکتی رہی وہ کب کے
سب امن و آں سے گزر چکے تھے

سواری دولھا کی دور پہنچی
برات میں ہوش ہی گئے تھے

(درے منثور جلد 6 صفحہ 651 ن مطبوعہ دار الفکر بیروت)

معجزہ معراج نے تاقیامت سائنسی ترقی کومات دے دی

ہر نبی کو اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق معجزہ دیا گیا۔ جیسی اس وقت ضرورت تھی ویسا معجزہ عطا ہوا، جب رسول اکرم صلی علیہ وسلم تشریف لائے تو تا قیامت آپ کی نبوت کا دامن پھیل گیا اب قیامت بھی آپ کے سائے نبوت میں قائم ہوگی اور روز محشر بھی آپ ہی کی سیادت و امامت کا ڈنکا بجے گا۔

اللہ رب عزت کو معلوم تھا کی قیامت تک انسان سائنسی بنیاد پر کتنی ترقی کرے گا

اور سائنسداں جدید تکنیک (MatestTechnology) کے ذریعہ کیا کیا کرشمے دکھائیں گے، چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج عطا فرمایا، جس کے سامنے دور حاضر کی جدید سائنس (Modern,sciences) کا سرنگوں ہوگیا اور سائنس نے دور حاضر میں سب سے بڑا کارنامہ یہ کیا کہ انسان کو چاند پر اتار دیا، اور چاند زمین سے قری سلام ترین سیارہ ہے ممکن ہے آئندہ دور میں انسان اس سے بھی آگے جائے، مگر شب معراج سیاہ لامکاں سرورِدوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تک پہنچے کی ساتوں آسمان اور سب سیارے گرد راہ بن کر رہ گئے۔

اس واقعہ کو امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی اپنے نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں کہ:

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متاں کہا تھا نشان کیف و الی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

شانِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

محمد ابو شحمہ قادری
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

اللہ کی پیدا کردہ مخلوقات میں سب سے افضل انسانی مخلوق ہے، پھر اس مخلوق میں افضل و اعلیٰ انبیا کرام کی جماعت ہے، اس انجمن کی سرداری نورٌ علی نور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی، اس مقدس گروہ کے بعد انسانوں پر اس جماعت کو فضیلت، برتری حاصل ہے جنھوں نے ایمان کی حالت میں اپنی نگاہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں آپ کے چہرہ نور کا دیدار کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پا کر دنیا کی عظیم نعمت حاصل کی، اور اس نصیب دار جماعت کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کہتے ہیں، بلا شبہ، اس کے سردار و سرخیل افضل البشر بعد الانبیاء ثانی اثنین یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحابہ کرام کے متعلق نبی آخر الزماں فرماتے ہیں میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے تب بھی میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مُد اور نہ ہی نصف مُد کے برابر پہنچ سکتا ہے۔

جب یہ جماعت اتنی فضیلت کی حامل ہے تو اس ذات کی کیا بات کرے جو ان تمام پر فائق ہیں۔
جب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی کہ اے لوگو! اللہ ایک ہے، اسی کی عبادت کرو اور میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ محمد رسول اللہ صادق الوعدُالامین کا اعلان سنتے ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگا لیا اور پیشانی چومتے ہوئے کہا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے انسان ہیں۔ظاہری اعلان نبوت سے پہلے ہی رسول اللہ صادق الوعدُالامین کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کی سچائی پر اعتبار کرنے اور ایمان لانے پر حضرتِ ابو بکر کو صدیق“ ” کا لقب ملا۔

صدیق لقب کی وجوہات

(۱) رب تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا۔

حضرت سیدتنا نبعہ حبشیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

یا أبا بکر ان اللہ قد سمّاک الصدیق

ابو بکر بیشک اللہ ربّ العزت نے تمہارا نام صدیق رکھا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ، حرف نون ، ج ۸ ، ص ۳۳۲) (بحوالہ فیضانِ صدیق اکبر)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صدیق۔

حضرت سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نو افراد کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب جنّتی ہیں اور اگر میں دسویں شخص کی بھی گواہی دوں تو میں گنہگار نہ ہونگا پوچھا گیا وہ کیسے، فرمایا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبل حرا پر گئے تو اچانک وہ لرزنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اثبت حراء فإنما علیك نبیّ وصدیق وشهیدان

یعنی اے حرا ٹھہر جا کہ اس وقت تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔

حضرت سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس وقت پہاڑ پر کون کون تھے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ، سیدنا عمر فاروق ، سیدنا عثمان غنی ، سیدنا علی مرتضیٰ ، سیدنا طلحہ ، سیدنا زبیر ، سیدنا سعد ابن ابی وقاص ، سیدنا عبدالرحمٰن ابن عوف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ پھر حضرت سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ پوچھا گیا ، یہ تو نو فرد ہیں دسویں کون ہیں؟ فرمایا میں۔

(سنن الترمذی ، کتاب المناقب عن رسول اللہ ، مناقب سعید بن زید بن عمر بن نفیل ، الحدیث : ۳۷۷۸ ، ج ۵ ص ۴۲۰) (بحوالہ فیضانِ صدیق اکبر)

(۳) سیدنا جبرئیل کے نزدیک صدیق اکبر۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات سیدنا جبریل امین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا۔

یاجبریل ان قومی یتھموننی ولا یصدقوننی

یعنی اے جبریل میری قوم مجھ پر تہمت لگائے گی اور میری تصدیق نہیں کرے گی ۔ سیدنا جبریل امین نے عرض کی

ان اتھمك قومك فان ابابكر یصدقك وھو الصدیق

یعنی اگر آپ کی قوم آپ پر تہمت لگائے گی تو کیا ہوا ابو بکر تو آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ تو صدیق ہیں۔

(المعجم الاوسط للطبرانی ، الحدیث ۷۱۷۴ ، ۷۱۷۳ ، ج ۵ ، ص ۲۲۶ ملخصا) (بحوالہ فیضان صدیق اکبر)

(۳) صدیق لقب آسمان سے اتارا گیا۔

حضرت سیدنا یحییٰ ، حکیم بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہوئے سنا کہ۔

انزل اسمُ ابی بَکر من السَّماء الصدیق

یعنی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق آسمان سے اتارا گیا۔

(المعجم الکبیر نسبۃ ابی بکر الصدیق واسمہ ، الحدیث ۱۴ ، ج ۱ ، ص ۵۵) (بحوالہ فیضان صدیق اکبر)

(۴) ہر آسمان پر صدیق لکھا تھا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت اسمی مکتوبا

یعنی شب معراج میں نے ہر آسمان پر اپنا نام یوں لکھا ہوا دیکھا۔

محمد رسول اللہ وابو بکر الصدیق خلفی

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابو بکر صدیق میرے خلیفہ ہیں۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، الفضل الثانی، فضل ابی بکر، الحدیث ۳۲۵۷۷، ج ٦، الجزء ۱۱، ص ۲۵۱)(بحوالہ فیضان صدیق اکبر)

شان صدیق اکبر قرآن وحدیث کی روشنی میں

(۱) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں قرآنی آیتیں بھی نازل ہوئیں مکہ مکرمہ سے ہجرت کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوران سفر غار ثور میں بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا

(پارہ/10، التوبۃ/40)

ترجمہ: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے دوست سے فرماتے تھے غم نہ کرو یقینا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس آیت مبارکہ میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم توکل اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے بلکہ یہ آیت مبارکہ کئی اعتبار سے حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان پر دلالت کرتی ہے۔

(۱) یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مخلص صحابہ کرام کی جماعت موجود تھی اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقابل میں نسبی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب بھی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا شرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کو بھی عطا نہیں فرمایا، یہ تخصیص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم مرتبے اور بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

(۲) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسیت کا شرف پایا اور اپنی جان قربان کرنے کی سعادت پائی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس کا سب سے پہلا نمبر ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے پہلو میں تدفین کی وجہ سے قیامت تک ثانیت سے مشرف ہیں۔

(۴) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا خود اللہ نے بیان فرمایا، یہ شرف آپ کے علاوہ کسے صحابی کو عطا نہ ہوا۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا خصوصیت کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سکینہ نازل فرمانا بھی ان کی فضیلت کی دلیل ہے۔

(مخلصاً تفسیر صراط الجنان)

(۲) اور دوسرے مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

سیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی

(پ30، الیل/,1718)

(ترجمہ) اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہوا۔

(کنز الایمان)

امام علی ابن محمد خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تمام مفسرین کے نزدیک اس آیت میں سب سے بڑے پرہیزگار سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۱) دنیا میں ان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا۔

(۲) انہیں جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا۔
(۳) جہنم سے دور رکھے جانے میں ان کے لئے جنتی ہونے کی بشارت ہے۔
(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے بڑے متقی اور پرہیز گار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔
(۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تمام کے تمام صدقات اور خیرات قبول ہیں۔
(۶) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہر صدقے میں اعلیٰ درجے کا اخلاص ہے جس کی گواہی رب تعالیٰ دے رہا ہے۔
(تفسیر صراط الجنان)

حدیث شریف

عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال کنّا نغیر بین الناس فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتخیر ابا بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہم۔
(بخاری مناقب عثمان بن عفان، ص ۵۲۲)

(ترجمہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے، ہم سب افضل ابو بکر کو مانتے تھے پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان ابن عفان رضی اللہ عنھم کو۔

طبرانی میں ہے کہ ہم یہ کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حیات ظاہری شریف کے ساتھ تشریف فرماتھے: اس امت میں سب سے افضل ابو بکر، عمر اور عثمان ہیں ،اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ سنتے تھے اور انکار نہیں فرماتے تھے۔

عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متّخزًا من امتی خلیلاً لاتخذت ابابکر ولٰکن اخی و صاحبی۔

(بخاری ،کتاب الرقاق، باب التواضع، جلد ۲/ ص ۹۶۳)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے دوست ہیں ۔

اس کے بعد جو بطریق ایوب جو روایت ہے،اس میں یہ ہے کہ

لکن اخوة الاسلام افضل   لیکن اسلام کی بھائی چارگی افضل ہے۔

عن محمد بن جبیر مطعم عن ابیه قال انت امراة الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فامرہا ان ترجع الیه قالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانہا تقول الموت قال ان لم تجدینی فاتی ابابکر۔

(بخاری جلد ۲، کتاب الاحکام)

(ترجمہ) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے اسے حکم دیا کہ پھر آنا اس نے عرض کیا فرمایئے اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں گویا وہ کہہ رہی تھی آپ کا وصال ہوجائے تو فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد خلیفہ بلا فصل ابو بکر ہونگے اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں۔ اسماعیل نے اپنی معجم حضرت سہیل بن حبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی اور پوچھا: آپ کو وقت موعود آجائے گا تو کون فیصلہ کرے گا، فرمایا ابو بکر پھر

پوچھا ان کے بعد پھر کون فیصلہ کرے گا ؟ فرمایا: عمر،اسی طرح طبرانی نے حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد ہم اپنے مال کے صدقے کسے دیں گے؟ فرمایا: ابو بکر۔

اس حدیث میں کچھ ضعف ہے، مگر جب دوسری صحیح حدیث سے یہ مضمون ثابت ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

عن محمد بن الحنفية قال قلت لابی أی الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال قلت ثم من عمر و خشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔

(ابوداؤد)

ترجمہ: محمد بن حنفیہ نے کہا: میں نے اپنے والد (حضرت علی) سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ابو بکر، میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا: عمر، مجھے اندیشہ ہوا کہ اب کہیں گے عثمان تو میں نے پوچھا، پھر آپ نے فرمایا: میں نہیں ہوں مگر مسلمانوں میں سے ایک مرد۔

جب قرآن و احادیث میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان و فضیلت کا ذکر ہے تو انسان آپکی تعریف کیا کر سکتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

منقبت خلیفہ اول

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا

رُسل اور انبیا کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

گدا صدیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدیق اکبر کا

لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا مختصر تعارف

محمد کیف امجدی و محمد خزیمہ امجدی
طلبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

مرتضیٰ شیرِ خُدا مَرحَب کُشا خیبر کُشا
سَروَرا لشکر کُشا مشکل کُشا امداد کُن

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تعارف

کنیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو الحسن، ابو السبطین ، ابو تراب ہے ۔ ابو تراب کی کنیت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو عطا کی ۔یہ کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک بہترین کنیت تھی اور سرکار آپ کو ہمیشہ اسی کنیت سے پکارتے تھے حضرت علی کو بھی اس کنیت سے پکارا جانا محبوب تھا۔

القابات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور القاب۔ ابو السبطین ، ابو تراب ہے ۔ ابو تراب کی کنیت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو عطا کی ۔یہ کنیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک بہترین کنیت تھی اور سرکار آپ کو ہمیشہ اسی کنیت سے پکارتے تھے

حضرت علی کو بھی اس کنیت سے پکارا جانا محبوب تھا۔

اسم مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ جب میرا بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور اپنی زبان مبارک اس مولود مسعود کو چوسنے کے لئے اس کے منہ میں ڈال دی جسے یہ بچہ (حضرت علی) چوستے ہوئے سو گیا۔

(سیرت حلبیہ: جلد اول صفحہ)بحوالہ۱۸۲ ضیاء النبی جلد دوم)

حضرت علی کا گہوارہ بسترِ نبی کے قریب

حدیث شریف میں آیا جس دن حضرت علی کی ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک /سال۳۰ تھی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی سے بہت محبت تھی انہوں نے آپ کی والدہ سے کہا: علی کے گھوارے کو میرے بستر کے قریب رکھیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کی تربیت کا سب سے زیادہ حصہ اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ ان کو نہلانے کے وقت صاف اور ستھرا کیا کرتے تھے اور انہیں دودھ پلایا کرتے تھے اور سونے کے وقت ان کو جھولا جھلایا کرتے تھے اور جب بیدار ہوتے تو چھوٹے بچوں کی زبان میں ان سے ہم کلام ہوتے تھے اور ان کو اپنے سینے پر بٹھاتے اور فرمایا کرتے تھے:

یہ ہیں میرے بھائی اور دوست اور مددگار، میرے جانشین میری پناہ گاہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کو اپنے کندھے مبارک پر سوار کر کے مکہ کے پہاڑوں دروں اور میدان میں گھمایا کرتے تھے ۔

ہمت وشجاعت کا پیکر

شاہ خیبر شکن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی بے مثال ہمت و شجاعت اور شہرۂ آفاق جرأت و بہادری کے لا زوال داستانوں کے ساتھ سارے عرب و عجم میں آپ کی قوت بازو کے سکے بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ کے رعب و دبدبے سے بڑے بڑے پہلوانوں کے دل کانپ جاتے تھے ۔ جنگ تبوک کے موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا، اس لئے آپ اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے اس کے علاوہ باقی تمام غزوات و سرایا میں آپ شریک ہوئے اور بڑی جاں بازی کے ساتھ کفار و مشرکین کا مقابلہ کیا اور بڑے بڑے بہادروں شہسواروں کو اپنی مایۂ باز اور شہر آفاق ذو" الفقار حیدری سے" موت کے گھاٹ اتارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا،

حضرت علی کو فرمایا: انت اخی فی الدنیا و الآخرة
یعنی آپ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔
(جامع الترمذی: جلد دوم صفحہ ۲۱۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا:
انت منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی
تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
(جامع الترمذی: جلد دوم صفحہ ۲۱۴)

اسد اللہ

شجاعت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی بے مثل تھی۔ اللہ نے آپ کو بازوئے خیبر شکر پنجۂ شیر افگن عطا فرمایا۔ بارگاہ نبوت سے اسد اللہ کا لقب عطا ہوا غزوۂ بدر سے شہادت تک قدم قدم پر فقید المثال شجاعت کا مظاہرہ کیا۔

تلوار ذوالفقار:

یہ ایسی تلوار ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو عطا فرمائی اس تلوار کا وزن 4 کلو ۸۲۰ گرام ،لمبائی ۱۸ سینٹی میٹر اور چوڑائی ۲۴ سینٹی میٹر اور رنگ زرد تھا
--

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ذو الفقار عطا کی اور فرمایا: اے محبوب اس کو لے لو اور زمین پر لوگوں میں سے بہترین فرد کو دے دو، میں نے کہا: پروردگار اس زمین پر لوگوں میں سے بہترین فرد کون ہے ؟ فرمایا: علی ابن ابی طالب ہے جو اس زمین پر میرا جانشین ہے۔

غزوۂ خیبر:

۷ ہجری میں خیبر میں فوج کشی ہوئی۔ یہاں پر یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے موجود تھے جن کا مفتوح ہونا آسان نہ تھا پہلے حضرت صدیق اکبر اور اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تسخیر پر مامور ہوئے لیکن کامیابی نہ ہوئی آخر ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے دیا وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔
جب صبح ہوئی تو لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک یہ آس لگائے بیٹھا تھا کہ جھنڈا اسے دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کہاں ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے،

فرمایا انہیں بلاؤ ، چنانچہ انہیں بلایا گیا حضور نے اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ جناب علی ایسے اچھے ہو گئے گویا انہیں کوئی درد تھا ہی نہیں ،پھر حضور نے حضرت علی کو جھنڈا عطا کیا۔

علم ملنے کے بعد حضرت علی میدان کی طرف بڑھے ادھر یہودیوں کا سردار مرحب جوش و خروش کی ساتھ یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلا

اہلِ خیبر جانتے ہیں کہ مرحب ہوں
ہتھیار بند، بہادر اور تجربہ کار ہوں
جب میرے سامنے شیر آئیں تو غبار بن جاتے ہیں
کبھی میں زخمی کرتا ہوں اور کبھی گردن اڑا دیتا ہوں

فاتح خیبر نے متکبرانہ شعر کا جواب دیا:

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے اور جھپٹ کر ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اس کے بعد قوت حیدری نے حیرت انگیز شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے ہی قلعہ کے دروازے کو اکھاڑ ڈالا اور دوران جنگ ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں دروازہ تھامے ہوئے تھے اور بے مثال بہادری کا مظاہرہ کیا۔ اس دروازہ کو چالیس آدمی ہمت کر کے اٹھا سکتے تھے۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں: بخدا اس دروازہ کو میں نے اپنی جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ ایمانی طاقت کے ساتھ اکھاڑا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ: جنگ خیبر کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خیبر کے دروازے کو اپنے ہاتھ سے اٹھایا یہاں تک کہ مسلمان قلعہ پر چڑھ گئے اور خیبر کو فتح کر لیا۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نہ اخذ کیا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخین سے افضل ہیں کیوں کہ یہ فضیلت جزئی ہے جو فضیلت کے منافی نہیں ہے

شہادتِ علی المرتضیٰ: ۱۷ رمضان المبارک

۴۰ ہجری کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

رات" میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں مجھ سے فرمایا: تم اللہ سے دعا کرو چنانچہ میں نے بارگاہ رب العزت میں

اس طرح دعا کی کہ الٰہی ! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور میرے بجائے ان لوگوں کا واسطہ ایسے لوگوں سے ڈال دے جو اچھے نہ ہوں ابھی'' آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں اباح مؤذن نے آکر آواز دی: الصلواۃ الصلوۃ ! چناچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے کے لیے گھر سے چلے،راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لیے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ازلی بدبخت ابن ملجم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جاکر ٹھہری اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔

زخم بہت بھاری تھا پھر بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جامعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے مگر اتوار کی شب میں آپ کی روح بارگاہ اقدس کی طرف پرواز کر گئی۔

منظر فضائے دہر میں سارا علی کا ہے — مرحب دو نیم ہے سرِ مقتل پڑا ہوا
جس سمت دیکھتا ہوں ، نظارا علی کا ہے — اٹھنے کا اب نہیں کہ یہ مارا علی کا ہے

تم دخل دے رہو عقیدت کے باب میں — ہم فقر،مست چاہنے والے علی کے ہیں
دیکھو معاملہ یہ ہمارا علی کا ہے — دل پر ہمارے صرف اجارا علی کا ہے

ہند الولی حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا
مختصر تعارف

محمد ابو حنیفہ امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

ہندوستان کی سر زمین میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے لاکھوں مشائخ علماء اور صوفیہ نے نمایاں کارنامے انجام دیئے ان کے وجود کی برکتوں نے لوگوں کو متاثر کیا صدیوں کی روحانی سرگرمیوں نے ظلمت کدہ شرک کو حق و صداقت، توحید ورسالت کے نور سے آشنا کیا۔ ان ستودہ صفات روحانی ہستیوں میں شیخ المشائخ خواجہ خواجگان امام ارباب طریقت، پیشوائے اصحاب حقیقت معین الحق والدِّین حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی جامع کمالات شخصیت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ آپ کا نقش دوام اسلامیان ہند کے دلوں پر آج تک ثبت ہے اور آپ کا تذکرہ تاریخ ہند کی مقدس امانت بن چکا ہے۔ ہندوستان کے عظیم کشور کشا تاجداروں کی حکمرانی اور رعب و دبدبہ کا دور تو ختم ہو گیا مگر ہند کے سلطان کی روحانی عظمت و سطوت کی حکمرانی آج بھی قائم ہے۔ تقریباً آٹھ سو سال کا عرصہ گذر گیا بے شمار انقلابات سر زمین ہند پر رونما ہوئے ہزاروں تاجدار آتے جاتے رہے مگر اجمیر کی دھرتی پر آسودۂ خواب تاجدار کی شوکت اقتدار اور محبوبیت میں

کوئی فرق نہیں آیا۔ متمرد اصحاب اقتدار، فاقہ مست درویش سب کی جبین نیاز خواجہ کے آستانہ پر جھکتی رہی اور بلا تفریق مذہب و ملت ہر ایک کے دل میں خواجہ کی عقیدت و محبت کا چراغ جلتا رہا۔ حالات کی تیز آندھیوں میں یہ چراغ خاموش کیا ہوتا اس کی لو مدھم بھی نہ پڑی حضرت خواجہ کے مرقد اطہر سے جلال شاہی رعب سلطانی ظاہر ہے، اور آپ کی فیض رساں درگاہ قبلہ حاجات بنی ہوئی ہے۔ وہاں پہونچ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی کرم گستر رعایا پرور سلطان کا فیض رساں دربار سجا ہوا ہے جہاں خَلقت کا ایک ہجوم ہر وقت اپنی مرادیں لے کر حاضر رہتا ہے۔ یہی وہ حقیقت تھی جسے دیکھ کر ایک انگریز نے کہا تھا!

"ہندوستان میں ایک قبر فرمانروائی کر رہی ہے"

نام ونسب اور والدین

قطب الا قطاب سید الاتقیاء، معین الحق والدِّین کا اسم گرامی و قار معین الدین ہے والدین پیار سے آپ کو حسن کہہ کر پکارتے تھے آپ نجیب الطرفین سید تھے شجرہ نسب بارہویں پشت میں سر خیل اصفیاء، منبع زہد واتقاء امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد دریا سیادت کے موتی، درج نقابت کے گوہر حضرت خواجہ غیاث الدین حسنی حسینی رضی اللہ عنہ کامل صلاح و تقوی سے آراستہ تھے اور انتہائی پرہیز گاری اور فلاح سے مزین تھے۔ سیستان کی بد نظمی اور تباہی نے دل برداشتہ

کر دیا اور آپ نے ترک وطن کر کے خراسان میں اقامت اختیار
کی جہاں حضرت خواجہ غریب نواز کی نشوونما ہوئی۔

ولادت اور مولد

حضرت خواجہ خواجگان کی ولادت باسعادت ۵۳۷ ۱۱۴۲ء/ میں
بمقام قصبہ سنجر علاقہ سجستان (جسے سیستان بھی کہا جاتا ہے)
ہوئی۔ آپ کی ولادت دنیا کے لیے رحمت کا سبب ہے آپ کی
آمد نے دنیا کو انوار معرفت سے جگمگا دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا
بیان ہے کہ جب معین الدین میرے شکم میں تھے تو میں اچھے
خواب دیکھا کرتی تھی گھر میں خیر و برکت تھی، دشمن دوست بن
گئے تھے۔ ولادت کے وقت سارا مکان انوار الٰہی سے روشن تھا۔
آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت خراسان میں ہوئی ابتدائی تعلیم
والد گرامی کے زیر سایہ ہوئی جو بہت بڑے عالم تھے۔ نو برس
کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا پھر ایک مدرسہ میں داخل ہو کر
تفسیر وحدیث اور فقہ کی تعلیم پائی خداداد قوت حفظ و ضبط اور غیر
معمولی فہم فراست کی وجہ سے بہت قلیل مدت میں کثیر علم
حاصل کر لیا۔ گیارہ برس کی عمر تک انتہائی ناز و نعم میں پروان
چھڑتے رہے۔

جب عمر شریف /۱۵ سال کی ہوئی تو والد گرامی کا سایہ شفقت سر
سے اٹھ گیا۔ یہ بڑا زخم تھا جس سے آپ کے صفحہ دل پر
ناپائیداری حیات کا نقش اول قائم ہوا۔ پدر بزرگوار کے غریقِ
رحمت ہونے کے بعد ترکہ پدری سے ایک باغ اور پن چکی ملی۔

عنفوان شباب میں اسی ترکہ پدری کو اپنے لیے ذریعہ معاش بنایا خود ہی باغ کی نگہبانی کرتے اور اس کے درختوں کی آبیاری کرتے اور آسودہ زندگی گزارنے لگے مگر قدرت نے آپ کو انسانوں کی تربیت اور باغ ہستی کو صلاح و تقویٰ کے نور سے زینت دینے کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ (خواجہ غریب نواز ص ۸۰)

انقلاب زندگی

لوگوں کا بیان ہے کہ ان کے مقدس علاقہ میں ایک صاحب کشف و کرامات مجذوب تھے جن کو ابراہیم قندوزی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ایک دن وہ مجذوب اشارۂ غیبی پا کر حضرت خواجہ غریب نواز کے باغ میں تشریف لائے اس وقت حضرت باغ کے درختوں میں آب پاشی کر رہے تھے۔ حضرت ابراہیم قندوزی کی آمد سے واقف ہوئے تو ان کے روبرو تواضع اور تعظیم سے پیش آئے اور ان کے مقدس ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ادب و احترام کے ساتھ انھیں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا دیا خود ان کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ابراہیم قندوزی نے بغل سے کھَلی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اسے اپنے منہ میں ڈال کر چبایا پھر اسے نکال کر حضرت خواجہ غریب نواز کے منہ میں رکھ دیا۔ اس کھلی کو کھاتے ہی حضرت کے باطن میں ایک نور پیدا ہوا جس کے اثر سے دنیا مال و منال، گھر بار کی محبت حضرت کے قلب سے پورے طور پر ختم ہو گئی۔ چنانچہ اسی وقت موروثی باغ اور جائداد بیچ کر ساری قیمت فقراء و مساکین میں تقسیم کردی اور وطن سے

نکل کر بخارا اور سمرقند چلے گئے۔ (مونس الارواح ص ۲۵)

مرشد کامل کی تلاش

علوم ظاہری سے فراغت کے بعد تشنہ معرفت نے روحانی علوم کی جستجو کا آغاز کیا جس کے مراکز عراق و حجاز مقدس میں قائم تھے۔ جہاں صلحاء و صوفیاء کی مقتدر ہستیاں بادۂ وحدت کے متوالوں کو سرشار کر رہی تھیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے مطالعہ و مشاہدہ کائنات اور اللہ والوں کی زیارت کرتے ہوئے بغداد، مکہ، مدینہ کی سیاحت و زیارت کا شرف حاصل کیا۔ پھر مرشد کامل کی تلاش میں مشرق کا رخ کیا اور قصبہ ہارون علاقہ نیشاپور میں وارد ہوئے جہاں ہادی طریق ولایت، واقف رموز ہدایت، صاحب کشف ایقان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے میخانہ معرفت میں داخل ہوئے۔ خانقاہ عثمانی کی جلوہ بار فضاؤں نے یقین و آگہی کے مقام سے روشناس کر دیا آپ مرشد کامل کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے اور ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ جس مرشد کامل کی نگاہ کیمیا اثر نے آن کی آن میں حجاب عظمت اور تحت الثریٰ کیسیر کرادی اور ہیشردہ ہزار عالم کا جلوہ دکھایا اس کی صحبت و خدمت کو تشنہ بادہ معرفت نے لازم کر لیا۔

علمی ذوق اور تصانیف

حضرت خواجہ کے والد بزرگوار خواجہ غیاث الدین علیہ الرحمہ

علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ مند تھے۔ چنانچہ آپ نے زندگی کے ابتدائی ایام میں اپنے والد گرامی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور تعلیم کا آغاز فرمایا مگر خواجہ غیاث الدین کی وفات کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور خواجہ کسب معاش میں مصروف ہوگئے۔ مگر علم عرفان کے شیدائی کے لیے دنیاوی مصروفیات زیادہ دنوں تک زنجیر پا نہ رہ سکیں یہ عظیم ہستی باغ کے چند درختوں کی آبیاری کے لیے پیدا نہیں کی گئی تھی بلکہ اسے تو بادۂ عرفان کے لاکھوں تشنہ لبوں کو سیراب کرنا تھا۔ عام طور پر حضرت خواجہ محض ایک روحانی مقتدیٰ اور صاحب کشف و کرامت ولی، بحر معرفت کے شناور، مبلغ و مصلح کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں حالانکہ آپ کی ذات علم ظاہر و باطن کا حسین سنگم تھی، علوم و معارف زہدواتقا کے مرتبہ بلند پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ علوم اسلامی میں بھی کمال رکھتے تھے صاحب طرز مصنف اور بلند پایہ شاعر بھی تھے آپ کی نادر تصانیف گواہ ہیں۔ امتداد زمانہ نے آپ کے رشحات قلم کے بہت بڑے حصہ پر پردہ ڈال دیا ہے مگر جو تصانیف دست برد زمانہ سے محفوظ رہ گئی ہیں وہ علوم تصوف و سلوک کا گنجہائے گراں مایہ ہیں۔ ان سے آپ کے اسلوب تحریر اور طرز فکر کی اہمیت واضح ہوکر سامنے آتی ہے اور آپ کے علمی و تصنیفی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے آپ کی چند تصنیفات۔ انیس الارواح، کشف الاسرار، کنز الاسرار، رسالہ تصوف منظوم، دیوان معین۔

تبلیغی مساعی اور وصال

قاضی حمید الدین ناگوری لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی ہدایت وحکم کے مطابق آپ نے متعدد نکاح کئے۔ جن سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ ان میں آپ کی صاحبزادی حافظہ جمال ولایت خاتون گذری ہیں۔ آپ نے انہیں خلافت دیکر مستورات کی تبلیغ و اصلاح کے لیے مامور کیا تھا۔ یہاں ہم یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آپ کے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد تھا اور وہ تھا تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین ایک طرف تو آپ نے اپنی بیٹی کو کامل بناکر مستورات میں تبلیغ کے لیے مامور کیا اور دوسری طرف آپ نے اپنے خلفاء کو ہندوستان کے اہم مراکز میں اسی مقصد کی تکمیل کے لیے مقرر کیا۔ آپ کی خانقاہ سے ہزاروں اشخاص درجہ ولایت حاصل کر کے اور اولیاء بن کر نکلے اور دنیا بھر میں پھیل گئے ہندوستان میں جو آج اتنے مسلمان نظر آرہے ہیں یہ وہی اجمیر کے چشتیہ اور ملتان کے سہروردیہ خاندان کی مساعی جمیلہ کا ثمرہ ہے۔

جس شب کو آپ کا انتقال ہوا ہے تمام شب حجرہ سے لوگوں کے چلنے پھرنے کی آوازیں آتی رہیں (سیرۃ السالکین) کی روایت کے مطابق شب انتقال چند بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ﷺ فرمارہے ہیں کہ میں اپنے معین الدین کی پیشوائی کو آیا ہوں۔ بعہد شمس الدین التمش ۶۳۳ ھ میں وصال ہوا۔

لارڈ کرزن نے درست لکھا ہے کہ ہندوستان میں ایک قبر حکومت کر رہی ہے اور وہ قبر خواجہ غریب نواز کی قبر ہے۔

سیر الاخیار ص ۳۴۸

فضائل ماہ شعبان المعظم

فیض رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب اکرم نبی محترم سلطان دوعالم فخر بنی آدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہم کو بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا_
انہیں نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ماہ شعبان المعظم ہے جس کی عبادت دیگر مہینوں کی عبادت و ریاضت سے افضل ہے۔
مولا سبحانہ و تعالیٰ ہم کو اور تمام امت مسلمہ کو توفیق عمل عطا فرمائے اور اس مبارک مہینے کی برکت سے مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہ شعبان المعظم میں سرور دوعالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اعمال صالحہ اور روزوں کی کثرت کیا کرتے تھے کیونکہ دیگر عبادات کے ساتھ اس مہینے کے روزوں کی فضیلت بھی زیادہ ہے ۔

حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان المعظم میں روزہ رکھتے ہوئے پاتا ہوں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان کا وہ مقدس مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں یہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگوں کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش کیے جائیں تو میں حالت روزہ میں رہوں۔

زیادہ پسندیدہ روزہ:

ماہ شعبان المعظم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ مومن کیلئے ایک عظیم عطیہ ہے، بھلائیوں اور عطاؤں والا مہینہ ہے

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بہت پسند فرمایا۔حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل روزہ رکھتے، یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال روزہ نہیں چھوڑیں گے۔

پھر کبھی آپ روزہ چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال روزہ نہیں رکھیں گے، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ شعبان کے روزے پسند تھے۔

شعبان المعظم پاک اور صاف کرنے والا مہینہ ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان میرا اور رمضان اللہ رب العزت کا مہینہ ہے شعبان المعظم پاک اور صاف کرنے والا مہینہ ہے اور رمضان المبارک خطاؤں کا کفارہ ہے۔

شعبان کے حروف اور اس کے معانی

شعبان کے حروف سے متعلق رموزواسرار بیان کرتے ہوئے حضرت سید الاولیاء غوث الثقلین قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شعبان میں پانچ (۵) حروف ہیں ش، ع، ب، ا، ن،

(ش) سے شرف بزرگی مراد ہے (ع) سے علو یعنی بلندی مراد ہے (ب) سے بِر یعنی نیکی مراد ہے (ا) سے الفت یعنی محبت اور (ن) سے نور یعنی روشنی مراد ہے۔ان حروف سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شعبان المعظم میں بندوں کو رب تعالیٰ کی یہ نعمتں عطا ہونگی۔

(الغنیۃ الطالبی طریق الحق)

تمام مہینوں میں سب سے افضل مہینہ

یہ مہینہ حضور اکرم کے صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ ہے اس لئے تمام مہینوں سے افضل ہے. جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَرَبُّک یَخلقُ مایشاءویختار

(ترجمہ)آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور اختیار فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے چار کو منتخب فرمایا اور پھر ان چار میں سے ایک کو افضیلت کے لئے پسند فرمایا۔

فرشتوں میں حضرت جبرئیل، حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل، اور حضرت عزرائیل، علیہم الصلاۃ و السلام کو چن لیا پھر ان میں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو افضیلت کے لئے پسند فرمایا۔انبیاء کرام میں حضرت ابراھیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، علیہم السلام اور جناب محمد الرسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار فرمایا ان چاروں میں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مصطفیٰ بنایا،اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے چار صحابہ کو منتخب فرمایا، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنھم پھر ان حضرات میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خصوصی فضیلت عطا فرمائی۔

اسی طرح مہینوں میں چار مہینوں کو منتخب فرمایا رجب، شعبان ، رمضان، اور محرم ان میں سے شعبان المعظم کو پسند فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ قرار دے دیا تو جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اسی طرح آپ کا مہینہ بھی تمام مہینوں میں سب سے افضل ہے۔

درود کی کثرت

اسی ماہ مبارک میں آیت درود نازل ہوئی اور درود پاک کا حکم آیا اسی لئے اس مہینے میں کثرت سے درود پاک پڑھنا چاہئے۔

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ شعبان وہ مہینہ ہے جس میں بھلائی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، برکتیں نازل ہوتی ہیں، خطائیں بخش دی جاتی ہیں، اور گناہوں کو مٹادیا جاتا ہے، اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کثرت سے درود پاک ہدیہ نچھاور کیا جاتا ہے۔ جو مخلوق میں سب سے بہتر ذات گرامی ہے اور یہ مہینہ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھیجنے کا خصوصی مہینہ ہے۔

رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ ہمیں کثرت سے درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

شبِ برأت اور آتش بازی

محمد مصطفی رضا امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

شب برات بڑی عظمتوں برکتوں بھری رات ہے اس رات اللہ سبحانہ وتعالی مومنین پر خاص رحمتیں نازل کرتا ہے، توبہ کو شرف قبولیت، رزق میں وسعت، گناہگاروں کی مغفرت، بیماروں کو صحت، بیماریوں سے عافیت، عمر میں برکت عطا فرماتا ہے، گویا اس کی دریائے رحمت جوش میں ہوتی ہے اور ندا کرتا ہے، ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی کا طلبگار کہ اسے روزی دوں، ہے کوئی شفا چاہنے والا کہ اسے شفا دوں، ہے کوئی طلب کرنے والا اسے عطا کروں ، ہے کوئی مانگنے والا اس کی جھولیاں بھر دوں ۔ طلوع فجر تک یوں ہی ندا دی جاتی ہے۔ مانگنے والوں کو عطا کیا جاتا ہے، مغفرت کے طلبگاروں کو بخش دیا جاتا ہے ۔

غرض کہ یہ شب انتہائی برکت و رحمت ، اور مغفرت و بخشش والی ہے ۔ احادیث میں اس کی بے شمار فضیلت آئی ہے۔ فرامین سرکار علیہ السلام اس پر شاہد ہیں ۔ ہم سرور کائنات کی چند روایتیں ذکر کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اللہ تعالیٰ چار راتوں میں بھلائیوں کے دروازے کھول دیتا ہے ۱۔ بقر عید کی رات ۲۔ عید الفطر کی رات ۳۔ شعبان کی پندرہویں رات کہ اس میں (سال بھر) مرنے والوں کے نام، لوگوں کا رزق اور (اس سال) حج کرنے والوں کے نام لکھ دئے جاتے ہیں ٤۔ عرفہ کی رات اذان (فجر) تک۔
انہیں سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے" پاس جبرئیل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا (ٹخنوں کے نیچے) لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔
مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کیا کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے

کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں، ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت دوں و شفا دوں، ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا، یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔
لہٰذا امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیے کہ اس خاص شب کو اللہ و رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ گزاریں ۔ پوری رات عبادت و ریاضت میں بسر کریں، اللہ سے مغفرت طلب کریں، گناہوں کی بخشش چاہیں ۔ اپنے بزرگوں کی مزارات پر حاضری دیں، اپنے مرحومین کے لیے ایصال ثواب کریں ۔لہو لعب، ہنسی مزاق ، مٹر گشتی میں ہر گز مصروف نہ ہوں، احباب و متعلقین کے ساتھ دوڑتے بھاگتے سائکل، موٹر سائیکل کی ریسنگ میں ایسی بابرکت شب کو ہر گز ہر گز برباد نہ کریں ۔

آتش بازی۔

عام مشاہدہ ہے کہ اس مقدس شب میں ہمارا نوجوان طبقہ آتش بازی وغیرہ میں مستغرق رہتا ہے ۔ حالانکہ آتش بازی، انار، پٹاخے، پھلجڑی، چکری وغیرہ میں مشغول ہونا ناجائز، اسراف اور حد درجہ کی فضول خرچی ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں "شب برات میں یا دوسرے موقع پر بعض لوگ چھچھوندر یا اور قسم کی آتش بازیاں چھوڑتے ہیں یہ فعل حرام ہے اور صرف بیجا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ چہاردہم)

اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین و کان الشیطن لربہ کفورا۔

(بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا نا شکرا ہے۔)

پٹاخوں سے ہونے والی آلودگی (pollution) کے تعلق سے Chest research foundation pune نے 2016 میں ایک research (تفیش) کری، انہوں نے Ligh scattering photometter کا استعمال کیا پٹاخوں سے نکلنے والے ذرات کو معلوم کرنے کے لئے، معلوم ہوا الگ الگ پٹاخوں، انا، پھلجڑی، چکری، لڑی ان سب سے جو pm 2.5 نکلتا ہے وہ 200 سے 2000 گنہ زیادہ ہے safe limit سے جو عالمی ادارہ صحت(who) نے لگائی ہے۔ ایک انار سے جتنا pm 2.5 نکلتا ہے وہ 34 سیگریٹ کے برابر ہے۔ ایک پھلجڑی 74 سیگریٹ کے برابر۔

چکری 68 کے برابر۔ 1000 پٹاخوں والی لڑی 227 سیگریٹ کے برابر۔ کیا ہے 2.5 pm ؟ پٹاخوں کے نکلنے والے چھوٹے چھوٹے ذرات جنکا
ہوتا ہے۔ انسان کے بال Diameter (قطرہ) 2.5
Micrometer (µM) ہوتا ہے۔
انسان کے بال کا Diameter 100 (µM) ہوتا ہے۔
یہ اس سے 40 گنا زیادہ ہے۔
یہ چھوٹے چھوٹے ذرات سانسوں کے ذریعہ lungs (پھیپھڑوں) میں جاتے ہیں اور ایک مہلک، لاعلاج بیماری کا ذریعہ بنتے ہیں۔
لہذا ایسی مقدس رات میں اس قسم کی بیہودہ چیزوں میں پڑنا حد درجہ کی حماقت اور سخت ناجائز ہے، ایسی تمام لغویات سے ہمیں سختی کے ساتھ اجتناب کرنا چاہیے ۔ اپنے بچوں اور نوجوانوں کو سمجھانا چاہیے ۔ انہیں دیگر نیک اور جائز امور میں مصروف رکھنا چاہیے ۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہم سب کو شب برأت کی برکتوں سے مالامال فرمائے اور اس رات ہمیں اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

گناہِ کبیرہ سے بچنے کی فضیلت

محمد ابو شحمہ قادری امجدی
طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

اللہ تعالٰی نے ایمان والے بندوں پر جو احکام مقرر فرمائیں ہیں۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کی بجا آوری کا حکم ہے اور کچھ وہ ہیں جن سے بچنے کا حکم ہے اُن سے نہ بچاجائے تو اُسے نافرمانی گناہ یامعصیت سے تعبیر کیا جائے گا۔

گناہ کی دوقسمیں ہیں:(١)گناہ صغیرہ اور(٢)گناہ کبیرہ

صغیرہ گناہ اصرار کے بعد کبیرہ ہو جاتاہے۔

گناہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے ارتکاب پر شرع میں حد متعین ہو، یا جس پر شرع میں وعید واقع ہو. یا جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ہو، اور جو گناہ اس نوعیت کا نہ ہو وہ صغیرہ ہے۔

اللہ تعالٰی کفر کی جملہ اقسام کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا بہ سببِ توبہ واستغفار، شفاعتِ سیدِ ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اپنی رحمت یا سزائے نار دیگر معاف فرمادے گا۔ یاد رہے کہ کفر کی سب سے بدتر قسم شرک ہے۔

گناہوں سے بچنے کیلئے ان کی معرفت حاصل کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔

میں یہاں چند کبیرہ گناہوں کو مولانا جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح عقائد عضدیہ میں سے نقل کر رہا ہوں۔

۱ قتل ناحق ، ۲ زنا ، ۳ لواطت ، ۴ چوری ، ۵ شراب اور ہر ایسی نشہ آور چیز پینا جو شراب کے حکم میں ہو ، ٦ خنزیر کا گوشت کھانا ، ۷ کسی کا مال غضب کرنا ، ۸ کسی پر زنا کی تہمت لگانا ، ۹ جھوٹی گواہی دینا ، ۱۰ سود کھانا ، ۱۱ بلاعذر شرعی رمضان شریف کے روزہ توڑنا ، ۱۲ جھوٹی قسم کھانا ، ۱۳ قطع رحمی کرنا ، ۱۴ مسلمان ماں باپ کو ناحق تکلیف دینا ، ۱۵ جہاد میں کفار کے مقابلے سے بھاگ جانا ، ١٦ یتیموں کا مال کھانا ، ۱۷ وزن وپیمانہ میں خیانت کرنا ، ۱۸ وقت داخل ہونے سے پہلے نماز پڑھ لینا ، ۱۹ نماز کا وقت ضائع کرکے نماز پڑھنا ، ۲۰ زکوٰۃ نہ دینا ، ۲۱ مسلمان سے ناحق جنگ وجدال کرنا ، ۲۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ، ۲۳ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کو گالیاں دینا ، ۲۴ بے عذر سچی گواہی چھپانا ، ۲۵ رشوت لینا ٢٦ ، خاوند بیوی کے درمیان نفرت وعداوت ڈالنا ، ۲۷ سلطانِ وقت کے پاس جاکر لوگوں کی چغلی کرنا ، ۲۸ قدرت وطاقت ہوتے ہوئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر ترک کرنا ، ۲۹ قرآن مجید سیکھنے کے بعد بھلا دینا ، ۳۰ حیوانات وجانوروں کو آگ میں جلانا ،

۳۱ خدائے تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا ، ۳۲ اس کے عذاب سے بےخوف ہوجانا ، ۳۳ اہل علم اور حاملان قرآن کی اہانت و بے ادبی کرنا ، ۳۴ اپنی عورت سے ظہار کرنا یعنی ماں بہن کے ساتھ تشبیہ دینا۔

یہ ہیں چند کبائر جو اوپر مذکور ہوئے، جس وقت تک ہمیں معلوم نہ ہو کہ کون کون سے کام گناہ ہیں اس وقت تک ان سے بچنا مشکل ہے۔ پس ہم پر کبیرہ گناہوں سے متعلق معلومات حاصل کرنا لازم ہے کہ کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں تاکہ بحیثیتِ مسلمان ہم اُن گناہوں سے بچ سکیں۔

گناہ کبیرہ سے بچنے کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا کَبَآئِرَ مَا تُنۡہَوۡنَ عَنۡہُ نُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ وَ نُدۡخِلۡکُمۡ مُّدۡخَلًا کَرِیۡمًا

(پ ۵، النساء : ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن سے بچنے کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ (اپنے فضل وکرم سے) اس کے دوسرے گناہ بخش دے گا اور اسے عزت کی جگہ داخل کریگا۔

دوسرے گناہ سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور عزت کی جگہ سے مراد جنت ہے۔

اور اللہ ربّ العالمین مومنین کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَاغَضِبُوْاھُمْ یَغْفِرُوْنَ
(پ ۲۵ ، الشوریٰ ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں،اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے،معاف کردیتے ہیں۔

اور فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ
(پ ۲۷ ، النجم ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے ، اور رُک گئے۔ بے شک تمہارے ربّ کی مغفرت وسیع ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوٰتُ الْخَمْسِ وَالْجُمْعَۃُ اِلَی الْجُمْعَۃِ وَرَمْضَانُ اِلَی رَمْضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِمَابَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ
(رواہ مسلم)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا. پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک درمیان کے گناہ مٹانے والی ہے، جب کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز ، روزے ، یانیک کام ،درمیان عرصہ میں واقع ہونے والے صغیرہ گناہوں کیلئے کفارہ بن جاتے ہیں۔ اور ان کو چھپالیتے ہیں اور مٹادیتے ہیں۔ لیکن گناہ کبیرہ نہ تو ان نیکیوں سے چھپتے ہیں اور نہ معاف ہوتے ہیں بلکہ ان کیلئے تو توبہ درکار ہے۔ ہاں صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جبکہ ان سے حقوق العباد متعلق نہ ہوں۔ علمائے کرام نے فرمایا ان نیکیوں پر استقامت اور بار بار دہرانے سے صغیرہ گناہوں کی بخشش کے بعد کبیرہ گناہوں میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے، اور بندہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بالفعل محفوظ ہو تو نیکیاں اس کیلئے بلندی درجات کا موجب بن جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صغائر و کبائر گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

غیبت اور آج کا مسلمان

محمد آصف امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

اسلام معاشرہ میں امن و چین کا ضامن ہے، وہ کسی طرح کے انتشار کو محبوب نہیں رکھتا اور اپنے چاہنے والوں کو ہر اس فعل سے روکتا ہے، جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے، یا اس فعل سے آپس میں اختلافات کے بازار گرم ہوں۔

ہمارے معاشرے میں طرح طرح کی برائیاں تیزی کے ساتھ جنم لے رہی ہیں ۔ ان برائیوں میں غیبت سر فہرست ہیں ۔ قرآن و احادیث میں غیبت کی بڑی زبردست مذمت فرمائی گئی، ارشاد ربانی ہے لا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً مکرھتموہ (حجرات)

ترجمہ: تمہارا بعض بعض کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں کا کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے ۔ یقیناً تم اس کو ناپسند کرو گے ۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟

مفسرین کرام نے ابوداؤد کی حدیث کی روشنی میں اس کی تفسیر یوں بیان کی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ غیبت کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ

ہے کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح سے کرو کہ جسے وہ ناپسند کرتا ہو، پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اگر وہ بات جو میں کہہ رہا ہوں، میرے بھائی کے اندر پائی جائے جب بھی غیبت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ بات جو تو کہتا ہے، اس کے اندر موجود ہو تو یہی تو غیبت ہے اور اگر اس میں وہ بات موجود نہیں تو، تو نے اس پر بہتان باندھا۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ)

"غیبت بالاجماع حرام ہے، اس سے صرف وہی صورت مستثنیٰ کی جا سکتی ہے جس میں مصلحت ہو، ان صورتوں میں غیبت مباح ہو جائے گی۔" (تفسیر ابن کثیر جلد چہارم)

احادیث میں بھی غیبت کی بڑی مذمت آئی ہے، چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئ تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن پیتل کے تھے اور وہ اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ افراد ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرنے تھے) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔ (ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا اس کے پاس قیامت کے دن اس کے بھائی کا گوشت لایا جائے گا

اور اس سے کہا جائے گا تم جس طرح دنیا میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب زندہ کا گوشت کھاؤ، وہ چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔ (معجم الاوسط)

ہمیں اس حدیثوں پر غور و فکر کرنا چاہتے کہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں غیبت کرنے والوں کی کتنی دردناک سزائیں مقرر فرمائی ہیں ۔ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بالکل عام ہوچکی ہے، ہم اس سے بچنے کی بالکل توجہ نہیں کرتے۔

فقیہ ابوالليث نے فرمایا کہ غیبت چار (۴) قسم کی ہے: ایک کفر اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کررہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو۔ کہنے لگا یہ غیبت نہیں میں سچا ہوں ، اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔

دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی برائی کرتا ہے اور اس کا نام نہیں لیتا مگر جس کے سامنے برائی کرتا ہے، وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے، لہٰذا یہ غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیز گار ظاہر کرتا ہے، یہ ایک قسم کا نفاق ہے۔

تیسری صورت معصیت ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے۔

چوتھی صورت مباح ہے وہ یہ کہ فاسق معلن یا بدمذہب کی برائی بیان کرے، بلکہ جبکہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبۃ)

ان چاروں صورتوں پر ہمیں غور و فکر کرنا چاہئے جو ہم بولتے ہیں اور کہتے ہیں ان میں غیبت کا کوئی پہلو تو نہیں پایا جاتا۔

آج ہم بڑی شدت سے شکایت کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں کی ہوتی، دعا کا باب مستجاب سے نہ ٹکرانے کا مختلف سبب ہوتا ہے جن میں سے ایک اہم سبب غیبت بھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیوں کہ اس میں تین مصیبتیں ہیں (۱) غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی (۲) اس کی نیکیاں نا مقبول ہوتی ہیں(۳) اس پر گناہوں کی یورش ہوتی ہے۔

شریعت اسلامی غیبت اور چغلی سے بچنے پر بہت زور دیتی ہے۔ آج کل بے شمار مسلمان غیبت اور چغلی کو ایک معمولی بات سمجھ کر،اس گناہ کبیرہ کے مرتکب ہورہے ہیں،اور اپنے لئے دوزخ کی راہ ہموار کررہے ہیں۔ ہماری بہت ہی کم ایسی مجلسیں ہوتی ہیں جو غیبت اور چغلی سے محفوظ ہوں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ غیبت اور چغلی جیسے کبیرہ گناہوں سے بچیں۔ اسی غیبت کے متعلق اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: الغیبۃاشدمن الزنا

ترجمہ: غیبت زنا سے بدتر ہے۔ (مشکاۃ المصابیح کتاب الادب)

اللہ رب العزت ہمیں غیبت اور چغلی جیسے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نعت پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تفسیر رضا امجدی
جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

جنہیں عطا درِ آقا کی نوکری ہوگی
خود اُن کے قدموں پہ قربان سروری ہوگی

اگر حضور کے تلوؤں کی روشنی پڑ جائے
جہاں کو پھر نہ تمنائے چاندنی ہوگی

ہو کاش پھر وہ اشارہ، میں ٹکڑے ہو جاؤں
ضرور اب بھی تمنا یہ چاند کی ہوگی

سنایا جائے گا ہم کو بھی مژدۂ بخشش
اگر ہماری مدینے میں حاضری ہوگی

درِ کریم پہ دامن پسار، اشک بہا!
بغیر مانگے ہی جھولی تِری بھری ہوگی

اے دل ہراساں ہے کیوں قبر کے اندھیروں سے
وہاں بھی آمدِ آقا سے روشنی ہوگی

ہر اک کلام تِرا ہو گا لائقِ تحسین
نبی کی شان میں گر تیری شاعری ہو گی

نہ ہو گا پھر بھی ادا حق تِری ﷺ غلامی کا
تمام عمر اگر تیری ﷺ مدح کی ہو گی

قبول کرلیں وہ گر ایک نعت ہی تفسیر !
سخن کے شہر میں پھر بات تیری بھی ہو گی

الحمد للہ رب العالمین

تجلیاتِ امجد شمارہ نمبر اول ۴۸واں عرس حضور حافظِ ملت کے حسین موقعہ پر آپ لوگوں کی دعاؤں سے شائع ہوا تھا۔
اساتذۂ کرام کی دعاؤں کا سہارا لیتے ہوئے معراجُ النبی ﷺ ۱۴۴۴ھ کی پر کیف شب میں تجلیاتِ امجد شمارہ دوم آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

ہفتہ واری جداریے بنام تجلیاتِ امجد میں شائع ہونے والے مقالات کا حسین مجموعہ

شمارہ نمبر ۱

تجلیاتِ امجد

بموقع عرس حضور حافظ ملت

یکم جُمادی الآخرہ ۱۴۴۴ھ

۱ حضور حافظِ ملت کی شخصیت کا مختصر تعارف
۲ حضور حافظِ ملت دین کے بے لوث خادم
۳ حافظِ ملت صدر الشریعہ کی بارگاہ میں
۴ حافظِ ملت اور قرطاس و قلم
۵ حضور حافظِ ملت کے اقوال زریں

۱ خوفِ خدا کی فضیلت
۲ صحابہ کرام اور خوفِ خدا
۳ علمِ دین اور عصری تعلیم
۴ شراب نوشی اور مسلمان

ناشر

امجدی مشن

طلبۂ گھوسی طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی منو

 amjadimission.786@gmail.com

تجلیات امجد
Amjadi Mission Ghosi